کسائی

محمد مرسی خولی

مترجم سعید احمد

کوفہ کے ائمۂ نحو کا شیخ اور ان اوائل علماء میں سے ایک ممتاز شخصیت، جنہوں نے مضبوط قواعد پر لغت کی بنیاد رکھی۔ ایک ایسا انسان جس نے کبھی کسی علمی مناظرے میں شکست نہیں کھائی !!

عربی ادب کی تاریخ ایسے علمی مناظروں سے بھری پڑی ہے جو کہ کسی فن پر اس کے مخصوص ماہرین کے درمیان ہوا کرتے تھے اور یہ مناظرے دوسری اور تیسری صدی ہجری میں تو نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب علماء نے علوم کے قواعد بنانے کا کام شروع کر دیا تھا۔ تدوین سے پہلے کسی خاص فکر پر پہنچنے کیلئے اس قسم کے مناظروں کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تاکہ علمی چھان بین ہو اور غور و خوض سے کسی نص یا خبر صحیح سے سند لی جائے۔

لغت اپنے مختلف مواد کے لحاظ سے اتنی اہم تھی کہ بحث و نظر کے بعد اس کے حاصل کرنے پر علماء شدید توجہ فرماتے تھے، اس میں باحث کیلئے کسی لغزش کا خطرہ

نہ تھا۔ جب عرب اقوام کا اختلاط اور سروکار عربی زبان سے نابلد لوگوں سے ہوا تو لغت عربیہ کے تدوین کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی۔ بصرہ، کوفہ اور بغداد میں علمار لغت کے باہمی مناظروں کی محفلیں گرم ہوگئیں۔ جس میں الفاظ کے معانی پر کھل کر مباحث ہوتے تھے اور عجیب و غریب تحقیقات سامنے آجاتی تھیں۔

ان مناظروں کی تاریخ یاد دلانے کیلئے علمی دنیا کی ایک بہت بڑی شخصیت (جو کہ جملہ مناظرین میں سے قوی الطبع اور راسخ القدم تھے) خصوصی محرک ہوتی ہے حق تو یہ ہے کہ اس کو ایسا مناظر کہا جائے جس نے کبھی کوئی شکست نہ کھائی ہو اور وہ ہے علی بن حمزہ کسائی۔

کسائی اور ان کا علمی مرتبہ

کسائی اپنے ہم عصر علمار میں بلند مرتبت کے مالک تھے۔ وہ کوفہ کے ائمۂ نحو کے شیخ، دُنیا کے سات مشہور قاریوں میں سے ایک اور عربی قواعد کے اوائل موسسین میں سے ایک تھے۔

یہ تو معروف ہے کہ اس کی کوفہ میں نشو و نما ہوئی اور صدر علماء کوفہ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد بغداد چلے گئے۔ جہاں اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ خلیفہ مہدی اس کے علمی قدر و منزلت سے واقف ہوئے اور انہوں نے اس کو اپنے بیٹے "رشید" کی تعلیم کیلئے مقرر فرمایا۔ جب رشید خلافت کا والی ہوا تو انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں امین اور مامون کی تعلیم و تربیت کا کام بھی کسائی کو ہی سپرد کیا۔ کسائی نے اس خدمت کو خوش اسلوبی سے ادا کیا اور اس کے بعد رشید نے ان کو معلمین و مؤدبین کے طبقے سے بڑھا کر اپنا مونس اور ہم جلیس بنا دیا۔

کیا تو میرے ساتھ بیٹھتا ہے حالانکہ بولنے میں غلطی کرتا ہے؟

یہ عجیب بات ہے کہ جو شخص اس علمی مرتبے پر پہنچا، اس نے اپنی جوانی کا سارا زمانہ اور ادھیڑپن عمر کا اوائلی حصہ، علم سے نہایت دُور ہو کر گذارا۔ اگر کوئی

قیافہ شناس اسے دیکھ کر یہ کہتا کہ "یہ مستقبل میں علم کا امام ہوگا" تو وہ اس کو مذاق سمجھتا لیکن ہوا یہ کہ کسائی کا ایک دوست عالم تھا جس کے ساتھ اس کی عام بیٹھک ہوتی تھی ، ایک روز کسائی حسبِ معمول اس دوست عالم کے پاس گئے اور بہت تھکے ہوئے تھے دوست نے اس کی حالت دریافت کی کسائی نے یہ جملہ کہا " لَقَدْ عَيِيتُ " اس پر وہ عالم ناراض ہو کر کسائی سے مخاطب ہوا : " أَتُجَالِسُنِيْ وَ اَنْتَ تَلْحَنُ ؟ " کیا تو میرے ساتھ بیٹھتا ہے حالانکہ بولنے میں غلطی کرتا ہے ؟ کسائی نے غلطی کی وضاحت طلب کی تب وہ فرمانے لگے کہ ایک موقعہ تو وہ ہوتا ہے جب کوئی کسی معاملہ میں حیران ہوتا ہے اور اس سے نکلنے کا حیلہ نہیں پاتا اگر تیری یہ کیفیت ہے تو تجھے "عَيِيْتُ" مخفف کہنا چاہیئے تھا اور اگر تیرا ارادہ تھکان سے خبر دینے کا تھا تو تجھے "اَعْيَيْتُ" کہنا چاہیئے تھا ۔ کسائی کو اس سے شرم محسوس ہوئی اور فوراً اٹھ کر چلے گئے اور لوگوں سے پوچھا کہ نحو کی تعلیم کون دیتا ہے ؟ لوگوں نے اس کو معاذ بن مسلم الھراء کی طرف رہنمائی کی تب کسائی نے اس کی اس وقت تک صحبت اختیار کی جب تک اس کے جملہ علم کو ختم کیا ۔

آپ نے اپنے اس علم کو کس سے لیا ہے ؟

کسائی نے اپنے سے غلط تکلم کا عار دور کرنے کیلئے اُستاد سے جو علم حاصل کیا صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جس عالم نے اس کی غلطی نکالی تھی اس سے علم میں بڑھنے اور فائق ہونے کا بھی ارادہ کیا اس لئے بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں بصرہ کے بڑے عالم خلیل بن احمد کے حلقۂ درس میں داخل ہوگیا ۔ خلیل کی بہت علم اور وافر معرفت نے اس کو حیران کر دیا اور ایک مرتبہ ان سے یہ سوال کیا کہ " آپ نے اس علم کو کس سے لیا ؟ " خلیل نے کہا کہ حجاز ، نجد اور تہامہ کے دیہات سے کسائی نے بھی جلدی سے وہاں جانے کی تیاری کی وہاں پہنچ کر بادیہ نشینوں سے لغت کے غرائب اور نوادر الفاظ کو سنتا اور جمع کرتا رہا ۔ یہاں تک کہ ان فوائد کے لکھتے وقت پندرہ بوتلیں سیاہی کی خرچ کردیں ۔ اور جو یاد کیا تھا وہ اس کے علاوہ

تھا۔ اس کے بعد علم کی دولت سے مالا مال ہو کر کوفہ کی طرف لوٹے۔

کسائی کا پہلا علمی مناظرہ

کسائی کو اس کے بعد، اس کے سوا کسی چیز کی حاجت نہ رہی کہ اس نے جو علم حاصل کیا ہے کوفہ کے جمہور اہل علم اس کا اعتراف کریں تاکہ اس کو جامع مسجد میں درس دینے کا موقعہ مل جائے، اس کیلئے سب سے قریب طریقہ اس کے پاس یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے وہاں کی کسی بڑی علمی شخصیت سے علمی مناظرہ کرے تاکہ جمہور علماء اس کی قدر و منزلت کو سمجھ سکیں۔

کسائی کا ایک شاگرد خلف بن ہشام بزاز روایت کرتا ہے کہ کسائی اذان فجر کے ساتھ کوفہ کی مسجد سبیع میں داخل ہوئے۔ وہاں ملک کے سات مشہور قاریوں میں سے ایک قاری حمزہ بن حبیب زیات قراءت کے صدر اور شیخ تھے۔ اس کا یہ معمول تھا کہ روزانہ نماز فجر کے بعد تلامذہ کا قرآن سنتے تھے اور ان سے قراءت میں اگر غلطی ہوتی تھی تو اس کی دلائل کے ساتھ اصلاح بھی کرتے تھے اس روز جب نماز ختم ہوئی تو کسائی، قراءت کیلئے آگے بڑھا اور اس نے سورۂ یوسف کی تلاوت شروع کر دی جب بھیڑیے کے قصہ پر پہنچا تو اس نے فَاَكَلَهُ الذِّيْبُ ہمزہ کے بغیر پڑھا۔ لوگ اس کو گھورنے لگے اور حمزہ قاری نے اس کی درستی فرمائی۔ تب کسائی نے ان سے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ میں بھی الحوت کو ہمزہ کے ساتھ پڑھوں؟ حمزہ بن حبیب نے جواباً فرمایا کہ نہیں۔ کسائی نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ الذئب پر ہمزہ پڑھتے ہو اور الحوت کو ہمزہ نہیں دیتے حالانکہ دونوں یکساں ہیں " فاکلہ الذئب، فالتقمہ الحوت"۔ یہ سن کر حمزہ نے اپنے شاگرد خلاد احول کی طرف آنکھ اٹھائی۔ یہ ان کے تمام شاگردوں میں سے بڑے صاحب کمال تھے خلاد اہل مجلس میں سے گفتگو کیلئے آگے بڑھا۔ مناظرہ کی مجلس گرم ہوئی۔ لیکن کسائی کو کسی طرح بھی خاموش نہ کر سکا۔ آخر مجبور ہو کر خلاد کسائی سے مخاطب ہوا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے تم ہی ہمیں فرق سمجھاؤ۔ کسائی کہنے لگے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ

جب تو کسی شخص کو بھیڑیے کی طرف نسبت کرتا ہے تو اس طرح کہتا ہے۔ " قَدِ استذأبَ الرجلُ " یعنی آدمی بھیڑیا بن گیا اور اگر تو اس طرح جملہ کہے گا " قَدِ استَذَابَ " ہمزہ کے سوا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تو نے اس کی لاغری کی طرف نسبت کی یعنی آدمی لاغر ہوگیا۔ اور جب تو کسی کو مچھلی کی طرف نسبت کرتا ہے تو اس طرح کہتا ہے " استحَاتَ الرجُلُ " ہمزہ کے سوا ہوگا جس کے معنی ہوں گے کہ اس نے بہت کھایا کیونکہ مچھلی بھی بہت کھاتی ہے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور یہاں ہمزہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمزہ " ذِئب " مفرد یا جمع سے ساقط نہیں ہوتا۔ اور ان کو یہ شعر پڑھ کر سنایا ؎

ایھا الذئب وابنہ وابوہ انت عندی من اذؤب ضاریات

کسائی نے اس مناظرہ سے اپنا مقصد حاصل کیا، کوفہ کے جمہور علماء نے اس کے علمی تفوق کا اعتراف کیا اور ان کے درمیان اس کا علمی مرتبہ اتنا بڑھتا گیا کہ جب تک وہ کوفہ کو چھوڑ کر بغداد نہ گئے تب تک وہاں کے علماء کے صدر اور شیخ رہے۔

کسائی کا بغداد میں ایک مناظرہ

کسائی کوفہ کو چھوڑ کر بغداد چلے گئے۔ لیکن بغداد میں پہنچنے سے پہلے اس کی علماء لغت کے ایک یگانہ عالم کے لقب سے شہرت ہوگئی تھی کسائی پر یہ لازم تھا کہ وہ اپنے متعلق علمی شہرت کو سچا ثابت کرے اور لغوی مناظروں سے اس کو اور بڑھاتے۔

ایک دن یہ ہوا کہ کسائی اور قاضی ابو یوسف، رشید کے پاس بیٹھے تھے، قاضی ابو یوسف " نحو " کی مذمت کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ " وَمَا النَّحْوُ " یعنی نحو کیا ہے؟ کسائی کو اتنے بڑے عالم سے یہ جملہ سن کر حیرت ہوئی اور ان سے کہا کہ آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے دوسرے شخص سے یہ جملہ کہا

"اَنَا قَاتِلُ غُلَامِكَ" اور پھر ایک دوسرے آدمی نے بھی اسے یہ کہا "اَنَا قَاتِلٌ غُلَامَكَ"۔ کہا کسائی نے پوچھا کہ آپ ان دونوں میں سے کس کو پکڑیں گے؟ ابویوسف نے فرمایا دونوں کو۔ ہارون رشید نے یہ جواب سن کر کہا اَخْطَأْتَ یعنی تم نے جواب میں غلطی کی۔ ہارون عربیت کے عالم تھے، ابویوسف شرمائے اور کہنے لگے کَیْفَ ذٰلِكَ؟ وہ کیسے۔ کسائی نے کہا، غلام کے قتل کی پاداش میں اس کو پکڑا جائے گا جس نے اَنَا قَاتِلُ غُلَامِكَ اضافت کے ساتھ کہا ہے۔ کیونکہ یہ فعل ماضی کی خبر ہے۔ اور معنی ہوں گے میں نے تیرے غلام کو قتل کیا۔ باقی جس نے اَنَا قَاتِلٌ غُلَامَكَ غلام کی زبر کے ساتھ کہا اس کو گرفتار نہ کیا جائے گا کیوں اس صورت میں یہ مستقبل ہے اور معنی ہوں گے میں تیرے غلام کو قتل کروں گا۔ جیسے قرآن مجید میں آیا ہے وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ اگر یہاں تنوین نہ ہوتی تو غدًا جائز نہ ہوتا۔

بچھو اور بھڑ کا قصہ بغداد میں کسائی کا سب سے بڑا مشہور مناظرہ وہ ہے جو ان کے اور بصرہ کے نحویوں کے امام سیبویہ کے درمیان برامکہ کی مجلس میں علماء کے سامنے ہوا تھا یہ مناظرہ کسائی کے ایک سوال پوچھنے پر ہوا تھا۔ اس نے سیبویہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اس میں کس طرح پڑھیں گے کُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ العقرب اشد لَسْعَۃً من الزنبور فاذا هو هی۔ او فاذا هو ایاها؟ سوال پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ هو هی رفع کے ساتھ پڑھا جائے گا یا ایاها نصب کے ساتھ۔ سیبویہ نے کہا کہ میں "فاذا هو هی" کہوں گا اور زبر ناجائز ہے۔ کسائی نے کہا کہ آپ نے غلطی کی ہے عرب دونوں طرح کہتے ہیں۔ سیبویہ کو اپنے خیال پر اصرار تھا۔ اور کسائی دونوں پہلو پر زور لگا رہے تھے۔ یحییٰ برمکی نے چند بدویوں کو جو کہ اس کے دروازے پر کھڑے تھے فیصلے کیلئے بلایا۔ انہوں نے کہا کہ "بات وہی ہے جو کسائی نے کہی"۔

یہ ہے مشہور مناظرہ کا خلاصہ، جس کے نتیجے میں سیبویہ نے بغداد کو چھوڑ دیا اور فارس میں اپنے قریہ "بیضاء" کی طرف چلے گئے اور وہاں عین جوانی اور شباب کے عالم میں غمگین ہوکر وفات پاگئے۔

سیبویہ کی شکست اور پھر جلدی وفات پاجانا، ان دونوں نے اس مناظرے کو مورد بحث بنا دیا ہے۔ سیبویہ کے معاون کسائی کی کسرشان کے پیچھے لگ گئے اور اس کو جاہل کہنے لگے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ مناظرہ کسائی کی سوچی سمجھی سازش تھی۔ کسائی کو سیبویہ کی شخصیت کا علم تھا اور اس سے ڈرتا تھا اس لئے وہ ان بدوؤں کو لالچ دے کر لے آیا تھا۔ جنہوں نے اس کے حق میں شاہدی دے دی ورنہ کسائی جانتا تھا کہ حق سیبویہ کی طرف ہے۔ اس کے سوا اور بھی کسائی پہ تہمتیں رکھی گئیں۔ جن کے بیان سے مضمون طویل ہوجائے گا۔

حق بات یہ ہے کہ کسائی کی علمی زندگی کی تاریخ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ خصم کو اس طرح شکست دینے سے بلند تھے اس نے جو حق سمجھا تھا اس کو پیش کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ کوفے اور بصرے کے نحو کے دو مدرسے مختلف نظریات کے حامل ہیں کوفے والے لغت میں وسعت کے قائل ہیں اس لئے وہ عرب کے کلام میں شاذ و ضرورت کو بھی لے لیتے ہیں اور اس کو غلط نہیں کہتے اور ان پر دوسرے الفاظ کو قیاس کرنا بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے برعکس بصرے کا مدرسہ جس کا قائد سیبویہ ہے اس میں سختی کرتا ہے اور جب تک کثیرالورود و متواتر کلام نہیں ہوتا تب تک اس کو نہیں لیتے اور اس کے خطا ہونے کے قائل ہیں۔ اس پر قیاس کرنے کو بھی جائز نہیں کہتے۔ دونوں اماموں نے اپنے اپنے مذہب اور معتقد کے موافق بات کی تھی۔ اس میں کسائی کو اپنے ساتھ اعراب کو ملاکر سازش کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کسائی کس طرح یہ حرکت کرسکتے تھے حالانکہ اس کے علم و صداقت کے اس کے ہم عصر بھی قائل ہیں۔ ابن العولی کہتا ہے کہ میں نے کبھی کسائی کو جھوٹ بولتے نہ دیکھا۔ اسحاق موصلی کہتا ہے کہ میں نے کسائی سے نحو کا زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا اور نہ کوئی تفسیر

میں اس سے بہتر اور نہ مسائل کے جواب میں اس سے کوئی زیادہ حاذق تھا۔

خیالی مناظرہ

کسائی کے مخالفین نے اس کے حق میں ایک عجیب افترا، کی جو حکایت لکھی ہے یہ وہ مناظرہ ہے جس کے متعلق کہتے ہیں کہ کسائی اور دو حذاق متکلمین کے درمیان ہوا تھا۔ اور کسائی کو اس میں بری طرح شکست ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن علی یزدادی لغوی اپنی کتاب جلاء المعرفۃ میں لکھتا ہے کہ ابراہیم نظام اور ضرار کوفی دونوں رشید کے پاس گئے اور ان کا "قضا و قدر" کے متعلق باہمی ایسا دقیق مناظرہ ہوا جس کو رشید بھی نہ سمجھ سکے۔ تب رشید نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ ان دونوں کو کسائی کے پاس لے جا۔ تاکہ اس کے سامنے باہمی مناظرہ کریں اور پھر کسائی تجھے یہ بتائے گا کہ دونوں میں کون کامیاب رہا؟ جب یہ دونوں عالم رشید سے اٹھ کر کسائی کی طرف جانے لگے تو راستے میں نظام نے ضرار سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ کسائی صرف علم نحو اور حساب کا عالم ہے تجھے اس سے نحو کا مسئلہ پوچھنے کیلئے تیار رہنا چاہئے اور میں اس سے حساب کا مسئلہ پوچھوں گا اور اسی طرح ہم اس کو اس کے ساتھ مشغول رکھیں گے کیوں کہ اگر وہ ہم سے علم کلام کی علمی باتیں سنے گا جن کو اس نے پہلے نہیں سنا اور وہ ان کو نہیں سمجھتا تو ڈر ہے کہ وہ ہمیں زندیق کہے گا۔ جب دونوں اس کے پاس پہنچے تو اس کو سلام کیا۔ اور ضرار مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اللہ آپ کو ٹھیک رکھے میں آپ سے نحو کا ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ کسائی نے کہا کہو کیا پوچھتے ہو؟ ضرار نے کہا کہ فاعل اور مفعول بہ کی کیا تعریف ہے؟ کسائی نے کہا کہ فاعل کو ہمیشہ رفع (پیش) ہوتا ہے اور مفعول بہ کو ہمیشہ نصب (زبر) ہوتا ہے۔ یہ سن کر ضرار نے کہا، کہ پھر آپ ضُرِبَ زَیْدٌ میں "زیدٌ" کو پیش کیوں دیتے ہو حالانکہ آپ

نے کہا ہے کہ "مفعول بہٖ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے کسائی نے کہا کہ یہ "نائب فاعل" ہے۔ تب ضرار نے کسائیؒ سے کہا تو پھر آپ نے عبارت میں غلطی کی کیوں کہ۔ آپ نے اس طرح نہیں کہا کہ وہ مفعول جس کا فاعل مذکور نہیں ہوتا وہ مرفوع ہوتا ہے۔

اس کے بعد ابراہیم آگے بڑھا اور کسائیؒ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اللہ آپ کو ٹھیک رکھے میں آپ سے حساب کا ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کسائی نے کہا بولو۔ ابراہیم نے پوچھا کہ دس کا جذر کیا ہے؟ کسائی نے کہا کہ جملہ حساب والوں کا اتفاق ہے کہ دس کا جذر نہیں ہوتا۔ ابراہیم نے پوچھا کہ کیا اللہ کو دس کا جذر معلوم ہے؟ کسائی نے کہا کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے تب ابراہیم نے کہا کہ مجھے اس سے انکار نہیں کہ اللہ جب ہر چیز کو جانتا ہے تو اس نے اس کو انبیاء میں سے اپنے کسی نبی کو یہ علم دیا ہوگا اور نبی نے اپنے کسی برگزیدہ ساتھی کو بتایا اور یہ علم اس طرح نقل ہوتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ دس کے جذر کا علم میرے پاس پہنچا اور میں اس کا جذر جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے۔ اور تم اپنی گفتار میں خاطی ہو۔"

اس قصہ میں آتا ہے کہ اس کے بعد کسائیؒ نے غلام سے کہا کہ ان دونوں کو امیر المؤمنین کے پاس لے جاؤ۔ اور ان سے یہ کہو کہ یہ دونوں زندیق ہیں کافر ہیں۔ لیکن غلام بڑا عقلمند تھا اس نے رشید کو سارا قصہ سنایا۔ رشید نے دونوں کیلئے اچھے انعام کا حکم دیا اور ان کو واپس کیا۔

اس واقعے کی سادگی کو دیکھ کر ہی اس کے جعلی اور من گھڑت ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ یاقوت جس نے اس قصے کو گمشدہ کتاب سے نقل کیا ہے خود لکھتا ہے کہ یہ حکایت مجھے مصنوعی معلوم ہوتی ہے۔ اور میں نے اس کو اس لئے لکھا ہے کہ ایک عالم کے خط سے اس کو پایا ہے۔

کسائیؒ کا آخری مناظرہ

کسائیؒ اور سیبویہ کے درمیان جو مناظرہ ہوا تھا اس کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیبویہ عظیم علمی شخصیتوں میں سے آخری شخصیت ہوگی جس سے کسائی کا مناظرہ ہوا۔ سیبویہ

خلیل کے بعد بصرہ کے سب سے بڑے نحوی تھے۔ اس کے علو مرتبت کی دلیل صاحب "الکتاب" ہونا کافی ہے۔ آج تک اس کتاب سیبویہ سے بڑھ کر کوئی کتاب نحو میں نہیں لکھی گئی۔

کسائی نے اس کے بعد علم و فضل کی ایک بلند چٹان ہوکر زندگی بسر کی جس کے وفورِ علم کے اس کے ہم عصر بھی معترف تھے۔ یہ اس مناظرے کے قصے سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ شاید اس کا اور ایک دوسرے عالم "فراء" کے درمیان آخری مناظرہ تھا۔

فراء کہتا ہے کہ ایک نحوی عالم نے میری مدح کرتے ہوئے کہا کہ تم کسائی کے پاس کیوں آتے جاتے ہو۔ حالانکہ تم بھی اس جیسے نحوی ہو؟ میرے اندر اس کی تعریف سے غرور پیدا ہوا اور میں کسائی کے ساتھ ایک ہمسر کی حیثیت سے مناظرہ کرنے لگا۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو اس کے سامنے اس طرح پایا جیسے کوئی پرندہ اپنی چونچ سے سمندر سے پانی لے رہا ہو۔

کسائی کی وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی اور یہ وہ سال ہے جس میں فقیہ محمد بن حسن شیبانی کی وفات ہوئی۔ یہ دونوں رشید کے ساتھ "رے" کے سفر میں شریک تھے خلیفہ نے ان دونوں کی وفات سے اپنے حزن اور غم کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے کہ "رے" کے اندر ایک ہی دن میں فقہ اور نحو دونوں مدفون ہو گئے۔"

لمحات

شاہ ولی اللہ کی حکمتِ الٰہی کی یہ بنیادی کتاب ہے، اس میں وجود سے کائنات کے ظہور تدلی اور تجلیات پر بحث ہے یہ کتاب عرصہ سے ناپید تھی۔

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے ایک قلمی نسخے کی تصحیح اور تشریحی حواشی اور مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔　قیمت : دو روپے